پھر راوی کہتا ہے کہ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دجال کسقدر جلد زمین پر چلے گا اور اس کے جلد چلنے کی کیفیت کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس مینہ کی طرح تیز چلے گا جس کے پیچھے ہوا ہو یعنی ایک دم میں ہزارہا کوس پھر جائے گا اور ایک قوم پر گزر کر ان کو اپنے دین کی طرف دعوت کریگا اور وہ اس پر ایمان لے آویں گے تب وہ بادل کو حکم کریگا تا اُن کے لیے مینہ برساوے اور زمین کو حکم کریگا تا ان کے لیے کھیتیاں اُگا دے (یہ سارے استعارات ہیں ہوشیار ہو دھوکا نہ کھانا) پھر فرمایا کہ ایسا ہو گا کہ وقت پر بارشیں ہونے کی وجہ سے جو مویشی صبح چرنے کے لیے جاویں گے وہ شام کو ایسے تازہ و توانا ہو کر آئیں گے کہ بوجہ فربہی کوہان ان کی دراز ہو جائیں گی اور پستان دُودھ سے بھر جائیں گے اور بباعث بہت سیر شکم ہونے کے کوکھیں کھچی ہوتی ہوں گی۔

صـ۲۱۸ پھر دجال ایک اور قوم کی طرف جائیگا اور اپنی الوہیت کی طرف اُن کو دعوت کریگا پھر وہ لوگ اُس کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے اور اس پر ایمان نہیں لاویں گے سو دجال اُن سے بارش کو روک لے گا اور زمین کو کھیتی نکالنے سے بند کر دیگا اور وہ قحط کی بلاؤں میں مبتلا ہو جائیں گے اور کھانے پینے کے لیے انکے پاس کچھ نہ رہے گا پھر دجال ایک ویرانہ پر گزریگا اور اُس کو کہیگا کہ اپنے خزانوں کو نکال تب فی الفور سب خزانے اس ویرانے سے نکل کر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیں گے اور ایسے اس کے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اس بڑی مکھی کے پیچھے چلتی ہیں جو ان کی سردار ہوتی ہے پھر دجال ایک ایسے شخص کو بلائیگا جو اپنی جوانی میں بھرا ہوا ہو گا اور اس کو تلوار سے قتل کر دیگا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے تیر کی مار پر علیحدہ علیحدہ پھینک دیگا پھر اس کی لاش کو بلائیگا تب وہ شخص زندہ ہو کر ایک روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ اس کے سامنے آجائے گا اور اس کی الوہیت سے انکار کریگا سو دجال اسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہو گا کہ ناگہاں مسیح بن مریم ظاہر ہو جائے گا اور ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اُترے گا مگر صـ۲۱۹ ابن ماجہ کا قول ہے کہ وہ بیت المقدس میں اُتریگا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اُتریگا جہاں حضرت مہدی ہوں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اُتریگا اُس وقت اس کی زرد پوشاک ہو گی یعنی زرد رنگ کے دو کپڑے اُس نے پہنے ہوئے ہوں گے (یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہو گی) اور دونوں ہتھیلی اس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہو گی۔ مگر بخاری کی ایک دُوسری حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کو بجائے دو فرشتوں کے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر طواف

بقیہ حاشیہ:۔ کہ درحقیقت یہ لمبے دن ایسے ہیں جیسے آپ نے فرمایا تھا کہ میری بیویوں میں سے پہلے وہ فوت ہو گی جسکے ہاتھ لمبے ہیں۔ منہ

کرتے دیکھا۔ پس اس حدیث سے نہایت صفائی سے یہ بات کھلتی ہے کہ دمشقی حدیث میں جو دو فرشتے لکھے ہیں وہ دراصل وہی دو آدمی ہیں کہ دُوسری حدیث میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ مسیح کے مددگار اور انصار ہو جائیں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سر جھکائے گا تو اس کے پسینہ کے قطرات مترشح ہوں گے اور جب اوپر کو اٹھائیگا تو بالوں سے قطرے پسینہ کے چاندی کے دانوں کی طرح گرینگے جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر
صـ۲۲۰ کے لیے ممکن نہیں ہوگا کہ ان کے دم کی ہوا پاکر جیتا رہے بلکہ فی الفور مر جائیگا اور دم اُن کا اُن کی حدِّ نظر تک پہنچیگا پھر حضرت ابن مریم دجّال کی تلاش میں لگیں گے اور لُد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اُسکو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے تمت ترجمۃ الحدیث یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے اس جگہ حیرانی کا یہ مقام ہے کہ جو کچھ دجّال کے حالات وصفات اس حدیث میں لکھے گئے ہیں اور جس طرز سے اُس کے آنے کی خبر بتائی گئی ہے یہ بیان دُوسری حدیثوں کے بیان سے بالکل منافی اور مبائن اور مخالف پایا جاتا ہے کیونکہ صحیحین میں یہ حدیث بھی ہے وعن محمد بن المنکدر قال رایت جابر ابن عبد اللّٰہ یحلف باللّٰہ ان ابن الصیّاد الدجال قلت تحلف باللّٰہ قال انی سمعت عمر یحلف علی ذلک عند النبی صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم فلم ینکرہ النبی صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم متفق علیہ اور ایک دوسری حدیث یہ بھی ہے عن نافع قال کان ابن عمر یقول واللّٰہ ما اشک ان المسیح الدّجال ابن صیاد رواہ ابو داؤد والبیہقی فی کتاب البعث والنشور۔

پہلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد بن منکدر تابعی سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا کہ خدائے تعالیٰ کی قسم کھاتا تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے اور محمد بن منکدر کہتا ہے کہ مَیں نے جابر کو کہا کہ کیا تو خدائے تعالےٰ کی قسم کھاتا ہے یعنی یہ امر تو ظنی ہے نہ یقینی۔ پھر قسم کیوں کھاتا ہے جابر نے کہا کہ مَیں نے عمر کو بحضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی بارہ میں قسم کھاتے سُنا یعنی عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کھا کر کہا کرتا تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔ پھر دوسری حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ مجھے قسم ہے اللہ کی کہ مَیں ابن صیّاد کے مسیح دجال ہونے میں شک نہیں کرتا۔ پھر ایک حدیث میں جو شرح السنہ میں لکھی ہے یہ فقرہ درج ہے لم یزل رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم مشفقا انہ ھو دجال یعنی ہمیشہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس خوف میں تھے کہ ابن صیاد دجال ہوگا یعنے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا ہمیشہ گمان غالب یہی رہا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ اب جبکہ خاص صحیح بخاری
صـ۲۲۲ اور صحیح مسلم کے بیان سے ثابت ہو گیا ابن صیاد ہی دجال معہود ہے بلکہ صحابہ نے قسمیں کھا کر کہا کہ یہی دجال

معہود ہے تو کیا اس کے دجّال معہود ہونے میں کچھ شک رہ گیا ہے اب ابن صیاد کا حال سنیئے کہ اس کا انجام کیا ہوا سو یہ مُسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے وعن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکة فقال لی ما لقیت من النّاس یزعمون انی الدّجال الست سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول انه لا یولد له وقد ولد لی الیس قد قال ھو کافر وانا مسلم اولیس قد قال لا یدخل المدینة ولا مکة وقد اقبلت من المدینة وانا ارید مکة ٭ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ مَیں نے ہمراہی ابن صیاد کے بعزم مکہ سفر کیا۔ تب اُس سفر میں ابن صیاد نے مجھ کو کہا کہ لوگوں کی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان باتوں سے مجھے بہت ایذا پہنچا ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ دجال معہود مَیں ہی ہوں اور تم جانتے ہو کہ اصل حقیقت اس کے برخلاف ہے تو نے سُنا ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دجال لاولد رہیگا اور مَیں صاحبِ اولاد ہوں اور نیز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا اور مَیں مسلمان ہوں اور فرمایا تھا کہ دجال مدینہ اور مکّہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور مَیں مدینہ سے تو آیا ہوں اور مکّہ کیطرف چلا جاتا ہوں۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ بعض صحابہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور صحیحین میں بروایت جابر لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے قسم کھانے پر کہ دجال معہود یہی شخص ہے خاموشی اختیار کر کے اپنی رائے ظاہر کر دی کہ درحقیقت دجال معہود ابن صیاد ہی تھا اور صحیح مسلم میں ابن صیاد کا مشرف باسلام ہونا اور صاحب اولاد ہونا اور مکّہ اور مدینہ میں جانا بوضاحت تمام لکھا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ انہیں حدیثوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں فوت ہو گیا اور اس پر نماز پڑھی گئی۔ اب ہر یک منصف بنظر انصاف دیکھ سکتا ہے کہ جن کتابوں میں دجال کے آخری زمانہ میں ظاہر ہونے اور حضرت عیسٰی کے ہاتھ سے مارے جانے کی خبر لکھی ہے انہیں کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ دجال معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی ظاہر ہو گیا تھا اور مشرف باسلام ہو کر فوت ہو گیا تھا اور اسکا مشرف باسلام ہونا بھی از روئے اس پیشگوئی کے ضروری تھا جو بخاری اور مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بہ پیرایہ ایک خواب کے بیان ہو چکی ہے کیونکہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو عالم رؤیا میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تھا بہرحال جبکہ انہیں حدیثوں میں دجال معہود کا اس

٭حاشیہ۔ ابن صیاد کا یہ بیان کہ لوگ مجھے دجال معہود سمجھتے ہیں صاف دلیل اس بات پر ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو دجال معہود سمجھتے تھے نہ کوئی اور دجال اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسی بات پر اجماع ہو گیا تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔ منہ

طرح پر فیصلہ کیا گیا ہے تو پھر دوسری حدیثوں پر جو ان کی ضد واقع ہیں کیونکر اعتبار کیا جائے ہاں اگر علماء ان حدیثوں کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح سے موضوع ٹھہرا کر خارج کر دیں تو البتہ ان کے دعوے کے لیے ایک بنیاد پیدا ہو سکتی ہے ورنہ اذا تعارضا تساقطا پر عمل کر کے دونوں قسم کی حدیثوں کو ساقط از اعتبار کرنا چاہیے اور اس مقام میں زیادہ تر تعجب کی یہ جگہ ہے کہ امام مسلم صاحب تو یہ لکھتے ہیں کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا ہوگا مگر یہ دجال تو انہیں کی حدیث کی رو سے مشرف باسلام ہو گیا پھر
صـ۲۲۵ مسلم صاحب لکھتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجال معہود بادل کی طرح جس کے پیچھے ہوا ہوتی ہے مشرق مغرب میں پھر جائیگا مگر یہ دجال تو جب مکہ سے مدینہ کی طرف گیا تو ابی سعید سے کچھ زیادہ نہیں چل سکا جیسا کہ مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے ایسا ہی کسی نے اس کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا نہیں دیکھا اگر ابن صیاد کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا ہوتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کرنے سے کیوں منع کرتے اور کیوں فرماتے کہ ہمیں اس کے حال میں ابھی تک اشتباہ ہے اگر یہی دجال معہود ہے تو اس کا صاحب عیسٰی بن مریم ہے جو اسے قتل کریگا ہم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اگر ابن صیاد کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا نہیں تھا تو اس پر شک کرنے کی کیا وجہ تھی اور اگر لکھا ہوا تھا تو پھر اس کو دجال معہود یقین نہ کرنیکا کیا سبب تھا لیکن دوسری حدیثوں سے ظاہر ہے کہ بالآخر اس پر یقین کیا گیا کہ یہی دجال معہود ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قسمیں کھا کر کہا ہمیں اب اس میں شک نہیں کہ یہی دجال معہود ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخر کار یقین کر لیا مگر یہ غور کرنیکا مقام ہے کہ اگر یہ
صـ۲۲۶ حدیث صحیح ہے کہ دجال کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا ہوگا تو پھر اوائل دنوں میں ابن صیاد کی نسبت خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں شک اور تردد میں رہے اور کیوں یہ فرمایا کہ شاید یہی دجال معہود ہو اور شاید کوئی اور ہو گمان کیا جاتا ہے کہ شاید اس وقت تک ک ف ر اس کی پیشانی پر نہیں ہوگا میں سخت متعجب اور حیران ہوں کہ اگر سچ مچ دجال معہود آخری زمانہ میں پیدا ہونا تھا یعنی اس زمانہ میں کہ جب مسیح بن مریم ہی آسمان سے اُتریں تو پھر قبل از وقت یہ شکوک اور شبہات پیدا ہی کیوں ہوئے اور زیادہ تر عجیب یہ کہ ابن صیاد نے کوئی ایسا کام بھی نہیں دکھایا کہ جو دجال معہود کی نشانیوں میں سے سمجھا جاتا یعنی یہ کہ بہشت اور دوزخ کا ساتھ ہونا اور خزانوں کا پیچھے پیچھے چلنا اور مردوں کا زندہ کرنا اور اپنے حکم سے مینہ کو برسانا اور کھیتوں کو اُگانا اور ستر باع کے گدھے پر سوار ہونا۔

اب بڑی مشکلات یہ در پیش آتی ہیں کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی ان حدیثوں کو صحیح سمجھیں جو دجال کو آخری زمانہ میں اُتار رہے ہیں تو یہ حدیثیں ان کی موضوع ٹھہرتی ہیں اور اگر ان حدیثوں کو صحیح قرار دیں تو پھر ان کا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے اگر یہ متعارض و متناقض حدیثیں صحیحین میں نہ ہوتی صرف دوسری صحیحوں میں ہوتیں

۲۲۷ تو شاید ہم ان دونوں کتابوں کی زیادہ تر پاسخاطر کر کے ان دوسری حدیثوں کو موضوع قرار دیتے مگر اب مشکل تو
یہ آپڑی ہے کہ ان دونوں کتابوں میں یہ دونوں قسموں کی حدیثیں موجود ہیں۔

اب جب ہم ان دونوں قسم کی حدیثوں پر نظر ڈال کر گرداب حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ کس کو صحیح سمجھیں
اور کس کو غیر صحیح تب عقل خداداد ہم کو یہ طریق فیصلہ کا بتلاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچھ اعتراض
نہیں اُنہیں کو صحیح سمجھنا چاہیے سو اس طریق فیصلہ کی رو سے یہ حدیثیں جو ابن صیاد کے حق میں وارد ہیں قرین قیاس
معلوم ہوتی ہیں کیونکہ ابن صیاد اپنے اوائل ایام میں بیشک ایک دجال ہی تھا اور بعض شیاطین کے تعلق سے اس
سے امور عجیبہ ظاہر ہوتے تھے جن سے اکثر لوگ فتنہ میں پڑتے تھے لیکن بعد اس کے خداداد ہدایت سے وہ
مشرف باسلام ہوگیا اور شیطانی طریق سے نجات پا گیا اور جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ
کا طواف کرتے اسے دیکھا تھا ایسا ہی اُس نے بھی طواف کر لیا اور اس کے معاملہ میں کوئی ایسا امر نہیں جو
۲۲۸ قانون قدرت اور عقل سے باہر ہو اور نہ اس کی تعریف میں ایسا غلو کیا گیا ہے جو شرک میں داخل ہو لیکن
جب ہم ان دوسری حدیثوں کو دیکھتے ہیں جو دجال معہود کے ظاہر ہونے کا وقت اس دنیا کا آخری زمانہ بتلاتی
ہیں تو وہ سراسر ایسے مضامین سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہیں کہ جو نہ عند العقل درست و صحیح ٹھہر سکتی ہیں اور
عند الشرع اسلامی توحید کے موافق ہیں چنانچہ ہم نے قسم ثانی کے ظہور دجال کی نسبت ایک لمبی حدیث
مسلم کی لکھ کر معہ اس کے ترجمہ کے ناظرین کے سامنے رکھ دی ہے ناظرین خود پڑھ کر سوچ سکتے ہیں کہ کہاں
تک یہ اوصاف جو دجال معہود کی نسبت لکھے ہیں عقل اور شرع کے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔ یہ بات
بہت صاف اور روشن ہے کہ اگر ہم اس دمشقی حدیث کو اس کے ظاہری معنوں پر حمل کر کے اس کو صحیح اور
فرمودہ خدا اور رسول مان لیں تو ہمیں اس بات پر ایمان لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو ایک قسم کی قوت خدائی
دی جائے گی اور زمین و آسمان اُس کا کہا مانیں گے اور خدائے تعالیٰ کی طرح فقط اس کے ارادہ سے سب کچھ
ہوتا جائے گا بارش کو کہے گا ہو تو ہو جائے گی بادلوں کو حکم دیگا کہ فلاں ملک کی طرف چلے جاؤ تو فی الفور
۲۲۹ چلے جائیں گے زمین کے بخارات اس کے حکم سے آسمان کی طرف اُٹھیں گے اور زمین گو کیسی ہی کلرو شور
ہو فقط اس کے اشارہ سے عمدہ اور اوّل درجہ کی زراعت پیدا کرے گی۔ غرض جیسا کہ خدائے تعالیٰ کی یہ
شان ہے کہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ اسی طرح وہ بھی کن فیکون سے سب کچھ
کر دکھائیگا مارنا زندہ کرنا اس کے اختیار میں ہوگا۔ بہشت اور دوزخ اس کے ساتھ ہوں گے غرض زمین
اور آسمان دونوں اس کی مٹھی میں آجائیں گے اور ایک عرصہ تک جو چالیس برس یا چالیس دن ہیں بخوبی خدائی کا
کام چلائے گا اور الوہیت کے تمام اختیار و اقتدار اس سے ظاہر ہوں گے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ مضمون جو اس حدیث کے ظاہر لفظوں سے نکلتا ہے اُس موحدانہ تعلیم کے

موافق و مطابق ہے جو قرآن شریف ہمیں دیتا ہے۔ کیا صدہا آیات قرآنی ہمیشہ کے لیے یہ فیصلہ ناطق نہیں سناتیں کہ کسی زمانہ میں بھی خدائی کے اختیارات انسان ہالکتہ الذات باطلۃ الحقیقت کو حاصل نہیں ہوسکتے کیا یہ مضمون اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو قرآنی توحید پر ایک سیاہ دھبہ نہیں لگاتا؟ تعجب کہ ایک طرف ہمارے
صفحہ ۲۳۰ بھائی موحدین اس بات کی شیخی مارتے ہیں کہ ہم نے شرک سے بکلی کنارہ کیا ہے اور دوسرے لوگ مشرک اور بدعتی اور ہم موحد اور متبع سنّت ہیں اور ہر ایک کے آگے بکمال فخر اپنے اس موحدانہ طریق کی ستائش اور تعریف بھی کرتے ہیں پھر ایسے پرشرک اعتقادات ان کے دلوں میں جمے ہوتے ہیں کہ ایک کافر حقیر کو الوہیت کا تمام تخت و تاج سپرد کر رکھا ہے اور ایک انسان ضعیف البنیان کو اپنی عظمتوں اور قدرتوں میں خدائے تعالیٰ کے برابر سمجھ لیا ہے۔ اولیاء کی کرامات سے منکر ہو بیٹھے مگر دجال کی کرامات کا کلمہ پڑھ رہے ہیں اگر ایک شخص انہیں کہے کہ سید عبد القادر جیلانی قدس سرّہ نے باراں برس کے بعد کشتی غرق ہوئی ہوئی زندہ آدمیوں سے بھری ہوئی نکالی تھی۔ اور ایک دفعہ ملک الموت کی ٹانگ توڑ دی تھی اس غصہ سے کہ وہ بلا اجازت آپ کے کسی مرید کی رُوح نکال کرکے گیا تھا تو ان کراماتوں کو ہرگز قبول نہیں کریں گے بلکہ ایسی مناجاتوں کے پڑھنے والوں کو مشرک بنائیں گے۔ لیکن دجال ملعون کی نسبت کھلے کھلے طور پر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ملک الموت کیا تمام ملائک اور سارے فرشتے زمین و آسمان کے جو آفتاب اور ماہتاب اور بادلوں اور ہواؤں اور دریاؤں وغیرہ
صفحہ ۲۳۱ پر متوکل ہیں سب اس کے حکم کے تابع ہو جائیں گے اور بکمال اطاعت اس کے آگے سجدہ میں گریں گے سوچنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا شرک ہے کچھ انتہا بھی ہے افسوس کہ ان لوگوں کے دلوں پر کیسے پردے پڑ گئے کہ انہوں نے استعارات کو حقیقت پر حمل کرکے ایک طوفان شرک کا برپا کر دیا ہے اور باوجود قرائن قویہ کے ان استعارات کو قبول کرنا نہ چاہا جن کی حمایت میں قرآن کریم شمشیر برہنہ توحید کی لیکر کھڑا ہے۔

افسوس کہ اکثر خشک ملاؤں کی پیروی کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایسے مضامین کو ظاہر پر حمل کرنے سے کیا کیا خرابیاں پھیلیں گی۔ وہ رسول کریم (مادر و پدرم فدائے او باد) جس نے ہمیں لا الٰہ الا اللہ سکھلا کر تمام غیر اللہ کی طاقتیں ہمارے پیروں کے نیچے رکھ دیں اور ایک زبردست معبود کا دامن پکڑ کر ہماری نظر میں ماسوا کا قدر ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر کر دیا کیا وہ مقدس نبی ہمارے ڈرانے کو آخری زمانہ کے لیے یہ ھوّا چھوڑ گیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہ موحدوں کا بادشاہ جس نے ہمارے رگ و ریشہ میں ہمیشہ کے لیے یہ دھنسا دیا کہ الٰہی طاقتیں کسی مخلوق میں آ ہی نہیں سکتیں کیا وہ اپنی متواتر تعلیموں کے برخلاف ہمیں ایسا سبق دینے لگا۔
صفحہ ۲۳۲ سو اے بھائیو یقیناً سمجھو کہ اس حدیث اور ایسا ہی اس کی امثال کے ظاہری معنے ہرگز مراد نہیں ہیں اور قرائن قویہ ایک شمشیر برہنہ لیکر اس کوچہ کی طرف جانے سے روک رہے ہیں بلکہ یہ تمام حدیثیں ان مکاشفات کے قسم میں سے ہے جنکا لفظ لفظ تعبیر کے لائق ہوتا ہے جیسا کہ میں ایک دوسری مسلم کی حدیث لکھ کر ابھی ثابت

کر آیا ہوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اقرار اس بات کا فرماتے ہیں کہ یہ سب بیانات میرے مکاشفات میں سے ہیں۔ اور اس دمشقی حدیث میں بھی جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے **کانی** کا لفظ موجود ہے وہ بھی باآواز بلند پکار رہا ہے کہ یہ سب باتیں عالم رویا اور کشف میں سے ہیں جن کی مناسب طور پر تاویل ہونی چاہیے چنانچہ ملا علی قاری نے بھی یہی لکھا ہے اور خدائے تعالیٰ کا قانون قدرت جو موافق آیت کریمہ **خلق الانسان ضعیفا** انسان کی کمزوری پر شاہد ناطق ہے کسی آدم زاد کے لیے ایسی قوت و طاقت تسلیم نہیں کرتا کہ وہ ہوا کی طرح ایک دم میں مشارق و مغارب کا سیر کر سکے اور آسمان کے سب اجرام اور زمین کے
ص۲۳۳ سب ذرات اُس کے تابع ہوں تعجب کہ جب خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مضمون اس حدیث کا از قبیل کشوف و رویا صالحہ ہے یعنی قابل تعبیر ہے تو پھر کیوں خواہ نخواہ اس کے ظاہر معنوں پر زور ڈالا جاتا ہے اور کیوں خوابوں کی طرح اس کی تعبیر نہیں کی جاتی یا کشوف متشابہ کی طرح اس کی حقیقت حوالہ بخدا نہیں کی جاتی ذکریا کی کتاب کو دیکھو جو ملاکی سے پہلے ہے کہ کس قدر اس میں اسی قسم کے مکاشفات لکھے ہیں مگر کوئی دانشمند ان کو ظاہر پر حمل نہیں کرتا ایسا ہی حضرت یعقوب کا خدائے تعالیٰ سے کشتی کرنا جو توریت میں لکھا ہے کوئی عقلمند اس کشف کو حقیقی معنی پر حمل نہیں کر سکتا۔

سو اے بھائیو مَیں محض نصیحتًا للہ پوری ہمدردی کے جوش سے جو مجھے آپ سے اور اپنے پیارے دین اسلام سے ہے آپ لوگوں کو سمجھاتا ہوں کہ آپ لوگ غلطی کر رہے ہیں اور سخت غلطی کر رہے ہیں کہ محض تحکم کی وجہ سے مکاشفات نبویہ کو صرف ظاہری الفاظ پر محدود خیال کر بیٹھے ہیں یقینًا سمجھو کہ ان باتوں کو حقیقت پر حمل کرنا گویا اپنی ایمانی عمارت کی اینٹیں اُکھیڑنا ہے مَیں متعجب ہوں کہ اگر آپ استعارات کو قبول نہیں کر سکتے تو کیوں
ص۲۳۴ ان امور برتراز فہم کی تفسیر کو حوالہ بخدا نہیں کرتے اس میں آپ کا یا آپ کے دینی جوش کا کیا حرج ہے کس نے آپ پر زور ڈالا ہے یا کب اور کس وقت آپ کو رسول کریم کی طرف سے ایسی تاکید کی گئی ہے کہ ضرور ایسے الفاظ کو حقیقت پر ہی حمل کرو۔

آپ صاحبوں کا یہ عُذر کہ اس پر اجماع سلف صالح ہے یہ ایک عجیب عُذر ہے جس کے پیش کرنے کے وقت آپ صاحبوں نے نہیں سوچا کہ اگر فرض کے طور پر اجماع بھی ہو جو کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا پھر بھی ظاہری الفاظ پر اجماع ہوگا نہ یہ کہ فرد فرد نے حلف اُٹھا کر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس حدیث کے الفاظ سے جو ظاہری معنی نکلتے ہیں درحقیقت وہی مُراد ہیں ان بزرگوں نے تو ان احادیث کو امانت کے طور پر پہنچا دیا اور ان کی اصل حقیقت کو حوالہ بخدا کرتے رہے اجماع کی تہمت ان بزرگوں پر کس قدر بے اصل تہمت ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتا۔ مَیں کہتا ہوں کہ اجماع تو ایک طرف اسی قسم کی حدیثیں بھی عام طور پر صحابہ میں نہیں پھیلی تھیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہوتا کہ دجال معہود آخری زمانہ میں نکلے گا اور حضرت

ص۲۲۵ مسیح اُس کو قتل کریں گے تو پھر حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو کیوں قسم کھا کر کہتے کہ دجال معہود جو آنیوالا تھا وہ یہی ابن صیاد ہے جو آخر مشرف باسلام ہو کر مدینہ منوّرہ
میں فوت ہو گیا۔ بھائیو! یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں لکھی ہے اور ابو داؤد اور بیہقی میں بھی نافع
کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ مجھے خدا تعالیٰ
کی قسم ہے کہ مجھے اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مسیح دجال یہی ابن صیاد ہے۔ بھلا اس موخر الذکر حدیث کو
جانے دو کیونکہ یہ ایک صحابی ہیں ممکن ہے کہ انہوں نے غلطی کی ہو لیکن اس حدیث کی نسبت کیا عذر پیش
کرو گے جس کو ابھی میں ذکر کر چکا ہوں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور میں قسم کھا کر کہا تھا کہ دجال معہود یہی ابن صیاد ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چپ
رہنے اور انکار نہ کرنے کی وجہ سے اس قسم پر مُہر لگا دی اور حضرت عمر کے خیال سے اپنا اتفاق رائے کر دیا۔
ص۲۲۶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے یہانتک کہ بعض اوقات ان کی رائے
کے موافق قرآن شریف نازل ہو جایا کرتا تھا اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمر کے سایہ سے
بھاگتا ہے۔ دُوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی اُمتوں
میں **محدّث** ہوتے رہے ہیں اگر اس اُمت میں کوئی محدّث ہے تو وہ عمر ہے۔ اب سوچو اور خیال کرو
کہ نواس بن سمعان کو پایہ عالیہ عمر سے کیا مناسبت ہے۔ جو فہم قرآن اور حدیث کا حضرت عمر کو دیا گیا تھا
اس سے نواس کو کیا نسبت ہے ماسوا اس کے یہ حدیث متفق علیہ ہے جو بخاری اور مسلم دونوں نے لکھی ہے۔
اور نواس کی دمشقی حدیث جس میں دجّال کی تعریفیں خلاف عقل وخلاف توحید درج ہیں صرف مسلم میں لکھی
گئی ہے ماسوائے اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ انکار نہ کرنا
اس بات کا فیصلہ دیتا ہے کہ ضرور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اور نیز صحابہ کرام کی نگاہ میں دجال
معہود ابن صیاد ہی تھا اور حدیث شرح السنہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ اور مدت العمر آں حضرت
ص۲۲۷ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت پر اسی بات سے ہراساں تھے کہ ابن صیاد دجال معہود ہے۔ اب جبکہ ابن
صیاد کا دجال معہود ہونا ایسے قطعی اور یقینی طور سے ثابت ہو گیا کہ اُس میں کسی طور کے شک وشبہ کو راہ
نہیں تو اسجگہ بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ دجال خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو
کر اور مشرف باسلام ہو کر آخر مدینہ میں فوت بھی ہو گیا تو حضرت مسیح کے ہاتھ سے جن کے آنے کی علت غائی
دجّال کا مارنا ظاہر کیا جاتا ہے کون قتل کیا جائیگا کیونکہ دجّال تو موجود ہی نہیں جنکو وہ قتل کریں اور یہی ایک
خدمت تھی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔ اس سوال کا جواب ہم بجز اس صورت کے اور کسی طور سے دے نہیں سکتے
کہ آخری زمانہ میں دجّال معہود کا آنا سراسر غلط ہے۔ اب ماحصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے

پیش کی ہے خود مسلم کی دُوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکا کھایا ہے۔ یہ فرض صاحب مسلم کے سر پر تھا کہ وہ اپنی ذکر کردہ حدیث کا تعارض اپنی قلم سے رفع کرتے مگر انہوں نے جو ایسے تعارض کا ذکر تک نہیں کیا تو اس سے یہ معلوم ہوتا
۲۳۸ ہے کہ وہ محمد بن المنکدر کی حدیث کو نہایت قطعی اور یقینی اور صاف اور صریح سمجھتے تھے اور نواس بن سمعان کو از قبیل استعارات و کنایات خیال کرتے تھے اور اس کی حقیقت حوالہ بخدا کرتے تھے۔

غرض اے بھائیو ان حدیثوں پر نظر ڈال کر ہر یک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کبھی صدر اوّل کے لوگوں نے دجال معہود کے بارے میں ہرگز اس بات پر اتفاق نہیں کیا کہ وہ آخری زمانہ میں آئیگا اور مسیح ابن مریم ظہور فرما کر اسکو قتل کریگا بلکہ وہ تو ابن صیاد کو ہی دجال معہود سمجھتے رہے ___ اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب انہوں نے ابن صیاد کو دجّال معہود یقین کیا اور پھر یہ بھی اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ وہ مشرف باسلام ہوگیا اور پھر یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ مدینہ منوّرہ میں فوت بھی ہوگیا اور مسلمانوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر ایسی صورت میں اُن بزرگوں کا اس بات پر کیونکر ایمان یا اعتقاد ہوسکتا تھا کہ مسیح ابن مریم آخری زمانہ میں دجال معہود کے قتل کرنے کے لیے آسمان سے اُتریں گے کیونکہ وہ بزرگوار لوگ تو پہلے ہی دجال معہود کا فوت ہو جانا تسلیم کر چکے تھے پھر اس اعتقاد کے ساتھ یہ دوسرا اعتقاد کیونکر
۲۳۹ جوڑ کھا سکتا ہے کہ ان کو مسیح ابن مریم کے آسمان سے اُترنے اور دجال معہود کے قتل کرنے کی انتظار لگی ہوئی تھی یہ تو صریح اجتماع ضدّین ہے اور کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا اب سوچنا چاہیے کہ یہ بیان کہ صحابہ کرام کا دجال معہود اور مسیح ابن مریم کے آخری زمانہ میں ظہور فرمانے کا ایک اجماعی اعتقاد تھا کس قدر ان بزرگوں پر تہمت ہے۔

پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ ہر یک نبی اپنی قوم کو دجّال کے نکلنے سے ڈراتا آیا ہے اور مَیں بھی تم سب کو ڈراتا ہوں کہ دجّال آخری زمانہ میں نکلے گا تو چاہیے تھا کہ اس نصیحت اور تبلیغ کو تمام صحابہ اپنے نفس پر ایک واجب التبلیغ سمجھ کر تابعین تک پہنچاتے اور آج ہزارہا صحابہ کی روایتوں سے یہ حدیث بخاری اور مسلم میں موجود ہوتی حالانکہ بجز نواس بن سمعان اور ایک دو اور آدمیوں کے کسی نے اس حدیث کی روایت نہیں کی بلکہ نواس بن سمعان اپنی تمام روایت میں منفرد ہے۔
۲۴۰ اب سوچو کہ ایک طرف تو یہ تبلایا جاتا ہے کہ اس حدیث کے بارہ میں عام طور پر تمام صحابہ کو تاکید ہوئی تھی کہ تم نے اس مضمون کو تابعین تک پہنچا دینا اور دُوسری طرف جب ہم دیکھتے ہیں تو بجز دو ایک آدمیوں کے کوئی پہنچانے والا نظر نہیں آتا اس صورت میں جس قدر ضعف اس حدیث میں پایا جاتا ہے وہ محققین کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پھر تواتر کا دعویٰ کرنا اگر پرلے درجے کا تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب اے لوگو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور صحابہ اور تابعین پر تہمت مت لگاؤ کہ ان سب کو اس مسئلہ پر اجماع

تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اُتریں گے اور دجال یک چشم خدائی کے کرشمے دکھانے والے کو قتل کریں گے ان بزرگوں کو تو اس اعتقاد کی خبر بھی نہیں تھی اگر اُنہیں خبر ہوتی اور جیسا کہ بعض حدیثوں میں لکھا ہے پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں وصیّت فرمائی ہوتی تو کیا ممکن تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس واجب التبلیغ امر کو تابعین تک نہ پہنچاتے اور پھر تابعین تبع تابعین کو اس کی خبر نہ کرتے صاف ظاہر ہے کہ آں حضرت صلّے اللہ
صد ۲۴۱ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل نہ کرنا سخت معصیت میں داخل ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ ایسا معصیت کا کام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے سرزد ہوتا پس صاف ظاہر ہے کہ اس تبلیغ کے بارہ میں آں حضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کوئی تاکید نہیں ہوتی اور نہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اس کو تابعین تک پہنچانے کے لیے اپنے مجموعی جوش سے متوجّہ ہوئے اور یہاں تک مضمون اس حدیث کا نادر اور قلیل الشہرت رہا کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو یہ حدیث نہیں ملی کہ مسیح ابن مریم دمشق کے شرقی کنارہ میں منارہ کے پاس اُتریگا اور جتنے خدائے تعالےٰ سے کام دُنیا میں ہو رہے ہیں وہ سب دجّال دکھاویگا۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ اس حدیث کے مضمون پر اجماع کا دعویٰ کرنا اور یہ کہنا کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ سے آجتک اسی پر اتفاق اکابر اسلام رہا ہے کس قدر افترا ہے بلکہ یہ حدیث تو ان متواتر حدیثوں سے ہی کالعدم ہو جاتی ہے جن میں بروایت ثقات صحابہ دجّال کی نسبت یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ درحقیقت ابن صیّاد ہی تھا جو یزید پلید کے عہدِ سلطنت میں مدینہ منوّرہ میں فوت ہو گیا اور اس کی جنازہ کی نماز پڑھی گئی۔

صد ۲۴۲ یہ ایک عجیب بات ہے کہ قرآن شریف تو باآواز بلند مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا بیان کر رہا ہے اور احادیث صحیحہ مُسلم و بخاری باتفاق ظاہر کر رہی ہیں کہ دراصل ابن صیاد ہی دجّال معہود تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ صحابی رُوبرو آں حضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے خدا تعالےٰ
صد ۲۴۳ کی قسم کھا رہے ہیں کہ درحقیقت دجّال معہود ابن صیاد ہی ہے اور خود آں حضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم بھی اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ درحقیقت ابن صیاد ہی دجّال معہود ہے جو انجام کار مُسلمان ہو گیا اور اسلام کی حالت